

از عدالت عظمیٰ

بھارتیہ آکسیجن اینڈ ایکٹی لین کمپنی، پرائیویٹ لمیٹڈ، بمبئی

5 مئی

1959

بنام

اس کے کاگران و دیگر

(ایس آر داس، چیف جسٹس، این ایچ بھگوتی، ایس کے داس، پی بی گجیندر گڈکر اور کے این وانچو، جسٹس صاحبان)

صنعتی تنازعہ- بونس- فل بیچ فارمولا، آیا سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے- بازآبادکاری، دعویٰ، اوسط زندگی- شمار- اوسط وزن کا طریقہ کار- ختم شدہ اثاثے-- آیا اس کو مد نظر رکھا جا سکتا ہے-

کام گروں نے 1952-53 اور 1953-54 سالوں کے لیے بونس کا دعویٰ کیا۔ آجروں نے دعویٰ کیا کہ فل بیچ فارمولے سے مناسب طریقے سے کام کرنے پر کوئی اضافی رقم دستیاب نہیں تھی اور اس لیے کوئی بونس قابل ادائیگی نہیں تھا۔ ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ فارمولہ اس پر پابند نہیں تھا اور سماجی انصاف کے حقیقی تحفظات پر اس نے بازآبادکاری کے لیے آجروں کے دعوے کو مسترد کر دیا اور 1952-53 اور 1953-54 کے لیے بالترتیب 1 اور 1/3 سالانہ بنیادی اجرت کی شرح سے بونس دیا۔ متبادل طور پر، ٹریبونل نے پایا کہ اگر بازآبادکاری کے دعوے کی اجازت دینی ہے تو متعلقہ سالوں میں سے کسی میں بھی کوئی اضافی رقم دستیاب نہیں ہوگی۔

یہ کہا گیا کہ ٹریبونل فل بیچ فارمولے کو نافذ کرنے اور آجر کے بازآبادکاری دعوے کی اجازت دینے کا پابند ہے۔ اے سی سی لمیٹڈ، بمبئی بمقابلہ ان کے کام گراں، [1959]۔ ایس سی آر 925۔ کی پیروی کی۔

ٹریبونل کی طرف سے اپنے متبادل نتائج پر کیے گئے حسابات میں اس نے درست اصولوں پر عمل کیا تھا۔ اس نے 1956 میں موجود قیمت کی سطح کو صحیح طور پر مد نظر رکھا تھا نہ کہ صرف دو بونس سالوں میں موجود قیمت کو۔ پچھلے سالوں میں بازآبادکاری کی اجازت کی رقم کو مد نظر رکھنا تھا اگر اسے استعمال نہیں کیا گیا تھا لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ موجودہ معاملے میں نہیں کیا گیا تھا۔

عمارتوں، مشینری وغیرہ کی اوسط عمر کا حساب لگانے میں، وزن اوسط کا طریقہ سائنسی طور پر زیادہ درست تھا اور اس نے زیادہ درست اور حقیقت پسندانہ نتیجہ دیا۔ ان اثاثوں کی بازآبادکاری کے اخراجات جنہوں نے اپنی زندگی گزاری

تھی اور ختم ہو چکے تھے، وزن کے طریقہ کار کے تحت حساب کتاب کرنے میں بھی قابل قبول تھے اگر متعلقہ سال میں ایسے اثاثے موجود تھے اور استعمال میں تھے۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 753 بابت 1957 -

انڈسٹریل ٹریبونل، بمبئی کے 6 اکتوبر 1956 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، حوالہ (آئی ٹی) نمبرات 40 اور 44 بابت 1956

اور ایس۔ این۔ اینڈلے۔

مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے: ڈی۔ ایچ۔ بک اور آئی۔ این۔ شراف،
مدعا علیہ نمبر 2 کے لیے: سی۔ ایل۔ دودھیا اور آئی۔ این شراف،
دخیل کے لیے: جنار دھن شرما اور بی پی مہیشوری۔

5 مئی، 1959 عدالت کا فیصلہ جسٹس گجیندر گڈکر، نے سنایا تھا۔

اس کے بعد اپیل کنندہ کہا جاتا ہے) اور اس کے کام گروں کے درمیان بونس کے تنازعہ سے پیدا ہوتی ہے، بونس کے دعوے کے لیے متعلقہ سال 1952-53 اور 1953-54 ہیں۔ یہ دعویٰ کلرک عملے کے ارکان کے ساتھ ساتھ کلرک عملے کو چھوڑ کر کام گروں نے الگ سے کیا تھا اور اس طرح کیے گئے دو دعووں کو بمبئی حکومت نے اپنے فیصلے کے لیے انڈسٹریل ٹریبونل کو بھیج دیا تھا۔ کلرک عملے کو چھوڑ کر کام گروں کی طرف سے اٹھائے گئے دعوے کو حوالہ کے طور پر شمار کیا گیا تھا۔ (آئی۔ ٹی۔) نمبر 40 بابت 1956، جب کہ کلرک عملے کے ذریعہ بنائے گئے حوالہ نمبر (آئی۔ ٹی) نمبر 44 بابت 1956 کے طور پر شمار کیا گیا تھا۔ اس فیصلے میں دونوں زمروں کے کام گروں کو جواب دہندگان کے طور پر بیان کیا جائے گا۔

اپیل کنندہ ایک پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی ہے جو 1935 میں قائم کی گئی تھی اور اس کا صدر دفتر کلکتہ میں ہے۔ اس کا کاروبار آکسیجن اور آپسیٹیلین تیار کرنا اور فروخت کرنا ہے۔ یہ برٹش آکسیجن کمپنی لمیٹڈ کا ذیلی ادارہ ہے۔ یہ اپنی مصنوعات کو ہسپتالوں اور نرسنگ ہومز کو فروخت کرتا ہے اور ویلڈنگ، کاٹنے اور بلاسٹنگ کے کاموں کے لیے صنعتی اداروں کو بڑی مقدار میں فروخت کرتا ہے۔ اس نے رضاکارانہ طور پر تنازعہ میں دونوں سالوں کے لیے دو ماہ کی بنیادی اجرت کے برابر

بونس ادا کیا؛ لیکن جواب دیا۔ وہ مذکورہ ادائیگی سے مطمئن نہیں تھے اور انہوں نے دو متعلقہ سالوں کے لیے اپنی کل آمدنی کا ایک تہائی حصہ کا دعویٰ کیا۔ اس طرح فریقین کے درمیان تنازعہ پیدا ہوا۔

یہ ثبوت میں ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ کے تمام حصص (سوائے دو یا تین کے جو نامزد، شراکت دار شخص کے پاس ہیں۔) برٹش آکسیجن کمپنی لمیٹڈ کے پاس ہیں۔ شواہد سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اپیل کنندہ ترقی کر رہا ہے اور تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ 1940، 1941، 1942، 1945، 1946، 1947 اور 1949 میں اپنے ذخائر کو سرمایہ دار بنایا ہے جس کے نتیجے میں اس کے سرمائے کا بڑا حصہ بونس حصص پر مشتمل ہے۔ اس نے 30 ستمبر 1953 کو ختم ہونے والے سال کے ساتھ ساتھ 30 ستمبر 1954 کو ختم ہونے والے سال کے لیے بھی اچھا منافع کمایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی طرف سے اپنے کام گروں کو ادا کی جانے والی اصل اجرت اور کفافی اجرت کے درمیان ایک بڑا فرق موجود ہے۔ ان الزامات پر جواب دہندگان نے اپنی کل آمدنی کا ایک تہائی بونس کا دعویٰ کیا۔ اپیل کنندہ نے استدعا کی کہ وہ جواب دہندگان کو اچھی اجرت ادا کر رہا ہے اور فارمولے کے تحت جواب دہندگان متعلقہ سالوں کے لیے کسی اضافی بونس کا دعویٰ کرنے کے حقدار نہیں ہیں۔ درحقیقت، اپیل کنندہ کے مطابق، اگر فارمولے پر مناسب طریقے سے کام کیا گیا ہوتا تو اس کے ذریعے جواب دہندگان کو رضاکارانہ طور پر پہلے ہی ادا کیے گئے بونس کا ان کے ذریعے دعویٰ نہیں کیا جاسکتا تھا۔

تاہم ٹریبونل نے اپیل کنندہ کا مقدمہ مسترد کر دیا ہے اور اسے ہدایت کی ہے کہ وہ جواب دہندگان کو سالانہ بنیادی اجرت کا ایک چوتھائی حصہ 1952-53 کے لیے اور مذکورہ اجرت کا ایک تہائی حصہ 1953-54 کے لیے (ان سالوں کے لیے پہلے سے ادا کیے گئے بونس سے کم) ادا کرے۔ اس نے یہ بھی ہدایت کی ہے کہ بونس کی رقم کا حساب لگانے میں ذائد وقت اور مہنگائی اور دیگر الاؤنس کو خارج کر دیا جائے۔ یہ ایوارڈ اس کی طرف سے مقرر کردہ دو شرائط کے تابع بنایا گیا ہے۔ یہ اس ایوارڈ کی درستگی ہے جسے ہمارے سامنے اپیل کنندہ نے چیلنج کیا ہے۔

پہلا نقطہ جس پر اپیل کنندہ نے زور دیا ہے وہ ٹریبونل کے اس نتیجے کے خلاف ہے کہ وہ فل پیئنج فارمولے کو نافذ کرنے کا پابند نہیں ہے۔ دستیاب فاضل کا تعین کرنے میں ٹریبونل نے یہ نظریہ اختیار کیا ہے کہ فارمولہ اس پر پابند نہیں تھا اور سماجی انصاف کے تحفظات پر جس کا اس نے حوالہ دیا ہے وہ اپیل کنندہ کے بازآباد کاری کے دعوے کو مسترد کرنے کے لیے کھلا ہے۔ اس سوال پر ہم نے اے سی سی لمیٹڈ، بمبئی بمقابلہ ان کے کام گران کے معاملے میں تفصیل سے غور کیا ہے اور ہم نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ بونس کے دعووں سے نمٹنے کے لیے صنعتی ٹریبونلز کو فارمولے کو نافذ کرنا چاہیے۔ ہم نے یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ اس طرح کے تنازعات میں فارمولے کے تحت حساب کتاب کیسے کیا جانا

چاہیے۔ مذکورہ فیصلے کے پیش نظر ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ ٹریبونل غلطی پر تھا کیونکہ وہ اپیل کنندہ کو بازآبادکاری کے اپنے دعوے کو منظور نہیں کر رہا تھا۔

ٹریبونل کی طرف سے کیے گئے حسابات کے مطابق، کسی بھی بازآبادکاری کی فراہمی کے بغیر (سابقہ ٹی اے) یہ اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ 1952-53 اور 1953-54 سالوں کے لیے دستیاب اضافی بالترتیب 6,14,830 اور 12,16,120 روپے ہوگا۔ اس دستیاب اضافی کی بنیاد پر ہی ٹریبونل نے اپنا فیصلہ دیا ہے۔ تاہم، ٹریبونل نے متبادل طور پر پایا ہے کہ اگر اپیل کنندہ کے ذریعے کیے گئے بازآبادکاری کے دعوے کو منظور کرنا ہے، تو دونوں متعلقہ سالوں کے لیے

یہ واضح ہو جائے گا کہ ٹریبونل کی طرف سے کیے گئے متبادل نتیجے پر اپیل کنندہ کامیاب ہونے کا حقدار ہوگا اور اپیل کے تحت ایوارڈ کو الگ کرنا پڑے گا۔ تاہم، جواب دہندگان کی طرف سے ہمارے سامنے یہ زور دیا گیا ہے کہ ٹریبونل کی طرف سے اس کے متبادل نتائج پر کیے گئے حسابات درست نہیں ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، جواب دہندگان ٹریبونل کی طرف سے منظور کردہ حتمی فیصلے کی اس بنیاد پر حمایت کرنا چاہتے ہیں کہ ٹریبونل کی طرف سے متبادل بنیادوں پر اپنے حساب کتاب کرنے میں جو کچھ نتائج اخذ کیے گئے ہیں وہ غلط ہیں۔ اس سلسلے میں مدعا علیہان کی طرف سے جس پہلی بات پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ٹریبونل 1956 میں موجود قیمت کی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے غلط تھا۔ دلیل یہ ہے کہ صرف دو بونس سالوں میں موجود قیمت کی سطح کو مد نظر رکھا جانا چاہیے تھا۔ ہم نے اے۔سی۔سی کے کیس میں اس نکتے پر غور کیا ہے اور ہم نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ ٹریبونل کے متعلقہ فیصلے کو صرف بونس سالوں میں رائج قیمت کی سطح تک محدود کرنا غیر معقول ہے۔ لہذا یہ اعتراض کہ ٹریبونل نے اس معاملے میں غلطی کی ہے، مسترد کیا جانا چاہیے۔

پھر اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ اپنا حساب کتاب کرتے وقت ٹریبونل نے اس حقیقت پر اپنا ذہن نہیں لگایا ہے کہ اگرچہ اپیل کنندہ کو پچھلے ایوارڈز میں بازآبادکاری کے ذریعے کافی رقم کی اجازت دی گئی ہے، لیکن بازآبادکاری کے لیے اس کے دعووں پر غور کرتے ہوئے ان رقم کو مد نظر نہیں رکھا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ٹریبونل یہ نظریہ اختیار کرنے کی طرف مائل تھا کہ ایک بار پلانٹ اور مشینری کی بازآبادکاری کے ذریعے آجر کو الاؤنس دیے جانے کے بعد، ٹریبونل یہ پوچھنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ اس نے مذکورہ رقم کے ساتھ کیا کیا تھا۔ اے سی سی کے معاملے میں ہم نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ اگر کسی آجر کو بازآبادکاری کے لیے رقم کی اجازت دی جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متعلقہ سال کے دوران مذکورہ رقم اس کے لیے دستیاب تھی تو اس کے بعد کے سالوں میں مذکورہ رقم کو مد نظر رکھنا ہوگا جب تک کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ اس دوران اسے بازآبادکاری کے مقصد کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ لہذا ہم جواب دہندگان کی اس دلیل کو قبول کریں گے کہ اپیل کنندہ اس رقم کو مد نظر رکھنے کا پابند ہے جس کی اسے پہلے بازآبادکاری کے ذریعے

اجازت دی گئی تھی۔ تاہم، اس التجا پر غور کرتے وقت ایک بات ذہن میں رکھنی چاہیے۔ پچھلے ایوارڈز میں جن کی طرف جواب دہندگان نے ہماری توجہ مبذول کرائی تھی، ایسا لگتا ہے کہ خالص منافع کا 20 فیصد اپیل کنندہ کو بازآبادکاری کے ساتھ ساتھ توسیع کی فراہمی کے ذریعے کسی نہ کسی طرح اور تیار بنیاد پر دیا گیا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ رقم کا ایوارڈ واضح طور پر مرمت، تبدیلی، جدید کاری اور معقول توسیع سے مراد ہے۔ اب یہ اچھی طرح طے ہو گیا ہے کہ آجر توسیع کی کسی بھی شے کے لیے فارمولے کے تحت پیشگی چارج کا دعویٰ کرنے کا حقدار نہیں ہے لیکن اپیل کنندہ اور اس کے کام گروں کے درمیان پہلے سے منظور شدہ ایوارڈز نے توسیع کے دعوے کو پیشگی چارج کے طور پر اجازت دی ہے، اور جواب دہندگان کے موجودہ دلیل سے نمٹنے میں اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن معاملے کے اس پہلو کے علاوہ، یہ واضح ہے کہ اپیل کنندہ نے بالترتیب 30 ستمبر 1953 اور 30 ستمبر 1954 کو اپنے عمومی ریزرو کا نصف حصہ مد نظر رکھا ہے، اور یہ رقوم 5,51,363 روپے اور 3,95,376 روپے ہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر اس دلیل کو قبول کرنا مشکل ہے کہ پچھلے سالوں میں اپیل کنندہ کو بازآبادکاری کے ذریعے دی گئی رقوم کو مد نظر نہیں رکھا گیا تھا۔ ہم یہ بھی شامل کرنا چاہیں گے کہ اس نکتے کو ٹریبونل کے سامنے نہیں لیا گیا تھا، اور اسے اس کے سامنے نہیں لیا جاسکتا تھا، کیونکہ ٹریبونل نے فیصلہ دیا ہے کہ آجر کو مذکورہ رقم کو مد نظر رکھنے کے لیے نہیں بلایا جاسکتا۔

پھر اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ بازآبادکاری کے اعداد و شمار تیار کرنے میں ٹریبونل نے اپیل کنندہ کے دعوے

طرف سے دیے گئے شواہد سے ٹریبونل بہت متاثر ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمارتوں، مشینری وغیرہ کی اوسط عمر تک پہنچنے میں جناب باسک نے ویٹڈ اوسط کا طریقہ اپنایا ہے۔ "یہ طریقہ عام ریاضی کے معنی کے تصور کی ترقی ہے۔ اس طریقہ کار کے تحت، عام اصطلاحات، مقداروں کا ایک مجموعہ 'X' دیا جاتا ہے، جس میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک وزن 'W' منسلک ہوتا ہے، اور وزنی ریاضی کا اوسط 'W' x 'X' کے مجموعے کے طور پر حاصل کیا جاتا ہے جسے "W" کے مجموعے سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ طریقہ سائنسی طور پر زیادہ درست ہے اور اثاثوں کی اوسط عمر کا تعین کرنے میں زیادہ درست اور حقیقت پسندانہ نتیجہ دیتا ہے۔ آئیے خود ٹریبونل کی طرف سے دی گئی ایک مثال لے کر اس طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہیں :

تبدیلی کی سالانہ لاگت درکار ہے۔	زندگی	اثاثوں کی لاگت
روپے۔		روپے
5	1 سال	5
4	2 سال	8
30	10 سال	300
<hr/>	<hr/>	<hr/>
39	13 سال	313

جناب باسک کے ذریعہ وزن اوسط طریقہ کار کے مطابق حساب کی گئی اوسط عمر $8.02 = 313/99$ سال ہے، جبکہ کالم دو میں موجود اعداد و شمار کی ریاضیاتی اوسط $4.33 = 13/3$ سال ہے؛ یہ مؤخر الذکر ایک غلط تخمینہ ہے، کیونکہ چھوٹی اشیاء اوسط کو مسخ کرتی ہیں۔ دو سال کے اندر پہلے دو آئٹم باہر نکل جائیں گے اور اگرچہ باقی مشینری کے مزید 8 سال تک چلنے کی توقع ہے، لیکن ریاضی کی اوسط اس کی بقیہ زندگی 2.33 سال دے گی۔

جواب دہندگان اس طریقہ کار کی صداقت کو چیلنج نہیں کرتے ہیں؛ لیکن ان کا دعویٰ ہے کہ طریقہ کار پر کام کرنے میں کچھ حسابات کیے گئے ہیں جو اعتراض کے لیے کھلے ہیں۔ ان اعتراضات سے نمٹنے سے پہلے عام طور پر یہ کہا جا

کی بنیاد پر ہمارے سامنے اٹھائے گئے اعتراضات ہیں۔ یہ مطلوب ہے کہ اس قسم کی پوچھ گچھ میں، جب ماہرین ثبوت دیں آجر کی طرف سے، کام گروں کو ان تمام نکات پر ان سے جرح کرنی چاہیے جن پر وہ بازآبادکاری کے حوالے سے آجر کے دعوے کے خلاف زور دینے کی تجویز رکھتے ہیں۔ تاہم، ہم اس طرح کے شواہد کی روشنی میں مذکورہ دلائل جیسا کہ ریکارڈ پر دستیاب ہے کی خوبیوں سے نمٹنا چاہیں گے۔

پہلی دلیل ہے کہ وہ اثاثے جنہوں نے اپنی زندگی گزاری ہے اور اس طرح ختم ہو چکے ہیں، ویٹج طریقہ کار کے تحت حساب کتاب کرنے میں جاری نہیں رہنا چاہیے۔ یہ اعتراض پڑھ دہندگان عمارتوں، کاروں اور ٹرکوں جیسے اثاثوں پر لاگو ہوتا ہے۔ ہم یہ سوچنے کی طرف مائل ہیں کہ اپیل کنندہ کی طرف سے اپنا حساب کتاب کرنے میں اپنایا گیا طریقہ اصل میں استعمال ہونے والے اثاثوں اور ان کے سلسلے میں دعویٰ کردہ بازآبادکاری کی لاگت کی زیادہ درست تصویر فراہم کرتا ہے۔ اگر متعلقہ سال میں اثاثہ موجود ہے اور استعمال میں ہے، تو اس کی بازآبادکاری کا دعویٰ ناقابل قبول نہیں ہوگا۔ اسی دلیل کو دوسری شکل میں پیش کیا جاتا ہے اور اس پر زور دیا جاتا ہے کہ جہاں ایک اثاثہ جو ختم ہو چکا ہے اسے

مد نظر رکھا جائے تو اسی سال ایک نیا اثاثہ جو وجود میں آیا ہے اسے مد نظر رکھنا غلط ہوگا۔ تجویز یہ ہے کہ اس طریقہ کار کے ذریعے بازآبادکاری کے لیے ایک دوہرا دعویٰ حساب میں داخل ہوتا ہے۔ ہم اس بات سے مطمئن نہیں ہیں کہ یہ دلیل بھی معقول ہے۔ آئیے ایک آئٹم کے حوالے سے اس دلیل کا جائزہ لیتے ہیں۔ اپیل کنندہ کی لیز ہولڈ عمارتوں میں بمبئی میں بالترتیب ڈی اے اور آکسیجن کے نام سے مشہور دو عمارتیں شامل ہیں۔ (X.C 19)۔ 30 ستمبر 1953 تک، یکم اکتوبر 1953 سے ان عمارتوں کی تخمینہ عمر ایک سال دکھائی گئی ہے اور ان کی بازآبادکاری کے لیے دعویٰ کی گئی سالانہ 97,468 فراہم روپے دکھائی گئی ہے۔ اور بالترتیب 30,590۔ یہ دعوے اگلے سال میں نہیں کیے گئے ہیں۔ اسی سال بالترتیب ڈی اے اور آکسیجن نامی دو نئی عمارتوں کو شامل کیا گیا ہے جو 1952 میں تعمیر کی گئی تھیں اور ان کے سلسلے میں بازآبادکاری کے لیے سالانہ التزام 6,474 اور 6,972 روپے مقرر کیا گیا ہے۔ بالترتیب۔ اگر جواب دہندگان کی دلیل کو قبول کر لیا جاتا ہے اور نئی عمارتوں کے حوالے سے کیے گئے حسابات کو بیانات سے خارج کر دیا جاتا ہے، تو اپیل کنندہ بظاہر کچھ زیادہ رقم کا دعویٰ کرنے کا حقدار ہوگا۔ یہ ذکر کیا جاسکتا ہے کہ نئی عمارتوں کے حوالے سے بازآبادکاری کے اعداد و شمار پر کام کرنے میں سابقہ۔ سی۔ 11 میں 13,000 روپے اور مزید 4,58,316 کی بڑی مد میں شامل کی گئی ہے۔۔ سال میں بازآبادکاری اور تبدیلی کے لیے بے نقاب ضرورت کے خلاف ذکر کیا گیا ہے، جبکہ روپے کی کٹوتی میں۔ 2,31,700 مذکورہ سال کے لیے عام فرسودگی کے طور پر 22,000 روپے کی رقم اور نئی عمارتوں کے سلسلے میں عام گراؤٹ کے طور پر لیا گیا ہے؛ یعنی، 13,000 روپے کے دعوے کے مقابلے میں اور سابقہ میں مذکورہ دو عمارتوں کے سلسلے میں بازآبادکاری کے لیے بنائے گئے۔ سابقہ سی۔ 19، عام فرسودگی کے ذریعے 22,000 روپے کی حد تک کٹوتی کی اجازت دی گئی ہے۔۔ لہذا یہ ثبوت پر ظاہر نہیں ہوتا ہے جیسا کہ یہ ہے، کہ اپیل کنندہ کے ذریعے اپنے حساب کتاب کرنے میں اپنائے گئے طریقہ کار نے کوئی سنجیدہ پیش کیا ہے۔ کمزوری یا بازآبادکاری کی فراہمی کے بارے میں تھوڈمر وڈیا بڑھا چڑھا کر دعویٰ کیا ہے۔

اس سلسلے میں اس حقیقت کا حوالہ دینا مناسب ہے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے کیے گئے حسابات اس کے پلانٹ اور مشینری کے آئٹم کے لحاظ سے مطالعے پر مبنی ہیں، اور اس طرح کا طریقہ، تسلیم کیا جاتا ہے، زیادہ تسلی بخش نتائج کا باعث بنتا ہے۔ جناب باسک نے سابقہ C. 1 سے C. 16 پیش کیا جس میں تمام متعلقہ حسابات شامل تھے اور انہوں نے جرح میں کہا کہ کاروباری عمل کے معاملے میں ایک تاجر کو اپنی مشینوں کو تبدیل کرنے کے بارے میں سوچنا پڑتا ہے حالانکہ وہ متعلقہ سال میں خریدی گئی ہوں گی۔ یقیناً، اس طرح کی شے کے سلسلے میں بازآبادکاری کے دعوے پر غور کرتے وقت ضرب عام طور پر 1 ہوگی اور تقسیم کار مذکورہ مشینوں کی کل مستقبل کی زندگی کی نمائندگی کرے گا۔ ختم شدہ اثاثوں کے حوالے سے گواہ نے کہا کہ اگر وہ گوشوارہ میں شامل نہیں ہیں تو حتمی نتیجہ ج۔ 11 اور 12 ج۔ Exs پر غلط

ہوں گے کیونکہ ان بیانات میں سال کے آغاز تک فراہم کردہ کل فرسودگی کاٹا گیا ہے اور اس رقم میں مذکور اثاثوں پر عارضی فرسودگی بھی شامل ہے۔ انہوں نے یہ بھی شامل کیا ہے کہ تمام فلکسڈ اثاثوں کی کل قیمت Exs - سی۔ 11 اور سی۔ 12 میں دکھائی گئی ہے کو "میزان کھاتہ میں دکھائی گئی اقدار سے اتفاق کرنا پڑا ہے"؛ اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ "اثاثوں کی بقیہ زندگی کی اوسط اوسط کا حساب لگانے کا ان کا طریقہ سب سے زیادہ درست ہے جسے استعمال کیا جا سکتا ہے"۔ اسی طرح جناب سیگل سے بنگلور پلانٹ کے بارے میں جرح کی گئی ج و 1946 میں نصب کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نظریاتی طور پر اس کی زندگی 1968 تک ہونی چاہیے تھی لیکن درحقیقت پلانٹ اتنا ناقابل اعتماد ہو گیا تھا کہ انہیں نیا نصب کرنا پڑا اور پرانے کو اسٹینڈ بائی رکھنا پڑا۔ اس گواہ کے مطابق دراصل سابق میں درج کردہ مشینری کی زندگی۔ C. 20 کم کام کرتا ہے۔ 22 سال سے زیادہ لیکن اکاؤنٹنگ میں سادگی کے لیے انہوں نے یہ تعداد 22 لی تھی۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں کہ ٹریبونل نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ موجودہ کارروائی میں اپیل کنندہ کے گواہوں کی طرف سے دیا گیا ثبوت تسلی بخش تھا اور ہمیں نہیں لگتا کہ جرح میں کوئی ایسا مواد سامنے لایا گیا ہے جو مدعا علیہان کی اس دلیل کا جواز پیش کرے کہ ٹریبونل نے مذکورہ شواہد کو مناسب طریقے سے سراہا نہیں تھا۔ نتیجے میں ہم یہ مانتے ہیں کہ جواب دہندگان یہ ظاہر کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ ٹریبونل کی طرف سے اپنے متبادل نتائج کے تحت اپنے حساب کتاب کرنے میں جو بھی نتیجہ اخذ کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔

اپیل اسی کے مطابق کامیاب ہوتی ہے اور اس کی اجازت دی جانی چاہیے اور ٹریبونل کے ذریعے منظور کیے گئے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ اپیل کے ذریعے اٹھایا گیا بنیادی نکتہ کچھ اہمیت کا حامل تھا اور ہمارے سامنے اپیلوں کے ایک گروپ میں اس پر بحث کی گئی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ فریقین کو اپنے اخراجات خود برداشت کرنے چاہئیں۔

اپیل کو منظور کیا گیا۔